شخصیات

علم وعمل کے پیکر ــــ حضرت ثوری رحمہ اللہ

مولانا حسین احمد صدیقی۔ دارالعلوم عربیہ اسلامیہ ڈابھیل

علم کی ابھرتی موجوں، مچلتی کرنوں، فکر ونظر کی جھومتی شاخوں اور چٹکتے غنچوں کو حسرت کی نگاہوں سے دیکھ کر کائنات کے سربستہ رازوں کی نقاب کشائی کے واسطے ہر انسان اس کی آنگن میں قدم رکھنے کے لیے پر تولنے لگتا ہے، چنانچہ مختلف افراد اور متنوع صلاحیتوں کے مالک علم وعرفان کے تپتے صحرا میں چلنے کا جذبۂ تازہ لے کر میدان میں اُترتے ہیں۔ یہاں کے نو وارد، مادی دنیا کے برعکس ماحول پا کر خود کو اپنے دیس اجنبی محسوس کرتے ہیں کہ اس عالم میں بات قابلیت کی نہیں قبولیت کی ہوتی ہے۔ ''تدبیر شناسی'' ادھر پنجے نہیں گاڑتی بلکہ ''تقدیر یاوری'' ڈگمگاتے قدموں کو سدھارتی ہے، اس معرکہ آرائی میں آہیں، سسکیاں، تضرع اور عبدیت ساقی بن کر گرتوں کو تھام لیتی ہے مگر نسیم سحر کی مہربانی کے بغیر ''نکہت گل'' کہاں نتیجتاً اپنی صلاحیت پر نازاں بہترین دماغوں کے مالک اور نکتہ سنجوں کی ایک بڑی تعداد، انوارات نبوت سے محروم رہ جاتی ہے کہ علم صلاحیت نہیں قسمت پر ہے اور جاگتی قسمتوں کو صلاحیت سے بھی نوازا جاتا ہے۔ ﴿ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء﴾ مہرباں قسمت والوں میں ایک حضرت ثوری رحمہ اللہ بھی ہیں۔

نام وولادت: نام سفیان کنیت ابوعبداللہ لقب الثوری ہے۔

سلسلۂ نسب: سفیان بن سعید بن مسروق بن حبیب، ۹۷ھ کو کوفہ میں پیدا ہوئے، وہیں پلے بڑھے (۱)۔

ابتدائی تعلیم: آپ کے والد محترم کوفہ کے ممتاز شیوخ میں سے تھے اور آپ کی والدہ محترمہ بہت نیک، دین دار اور پرہیزگار خاتون تھی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد ماجد کے زیر سایہ حاصل کی۔ جب علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے تو عمل کے جذبے سے سرشار والدہ محترمہ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: جاؤ علم حاصل کرو میں سفر کا خرچ برداشت کرتی رہوں گی جب تو دس احادیث لکھ دے تو اپنے نفس کا جائزہ لو کہ تو نے نفس کے اندر (عمل کے اعتبار سے) کچھ زیادہ پائی ہو تو علم حدیث حاصل کرو ورنہ چھوڑ دو'' (۲)۔

اپنی والدہ صاحبہ کی نصیحت کو لوح قلب پر ثبت کرنے کے بعد علم، عمل کی غرض سے حاصل کرتے رہے۔ عمل کا جذبہ ابھرا ابھر کر آتا اور جو کچھ پڑھتے اس پر عمل کرتے تھے۔ گفتار کی بجائے کردار کا یہ غازہ بہت جلد ایک منجھے ہوئے

عالم اور نبض شناس بزرگ کے طور پر مشہور ہوئے۔

اساتذہ کرام: عصر حاضر میں علم حاصل کرنا اتنا مشکل نہیں جتنا پہلے ہوتا تھا، اس دور میں کسی ایک مدرسہ میں آسانی کوئی طالب علم رہ کر عالم بن سکتا ہے، اس زمانے میں درس کے حلقے ہوتے اور شائقین علوم ان میں شریک ہوتے، اس وجہ سے ان کے اسفار اور اساتذہ کرام بھی زیادہ ہوتے تھے۔ آپ کے اساتذہ کرام کی ایک بہت بڑی تعداد ہے، ان میں آپ کے والد ماجد کے علاوہ چند درج ذیل شیوخ ہیں، ابراہیم بن عبدالاعلی، ابراہیم بن عقبہ، اسود بن قیس، جعفر بن برقان، حماد بن ابی سلیمان، ابو مالک الاشجعی، ابوفردہ، الہمدانی، زید بن الحارث، حبیب بن ابی ثابت۔

شاگرد: آپ کے تلامذہ بہت زیادہ ہیں ان میں چند مشہور یہ ہیں۔ ابن المبارک، یحیٰ القطان، ابن وھب، وکیع، محمد بن کثیر، ابونعیم۔

ذہانت: محدثین کے حافظوں، محیر العقول کارناموں اور غیر معمولی صلاحیتوں کو دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ علم سے شغف ومحبت اور بارگاہ الٰہی میں فروتنی وعبدیت نے ان کی ذہانت وفراست کو چار چاند لگادیئے۔ حضرت ثوری رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ذہانت سے نوازا تھا، جب پڑھنا شروع کردیتے تو اُبل اُبل کر معلومات باہر آجاتیں۔ شیخ ابن حمیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مہران الرازی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے مختلف احادیث لکھے تھے تو کتاب الدیات مجھ سے ضائع ہوگئی میں نے حضرت ثوریؒ سے اس بارے میں بات کی تو انھوں نے کہا، جب تو مجھے فارغ پائے تو بتادینا میں تجھے اس کا املاء کرادوں گا، پس اس نے حج کیا جب مکہ آیا تو طواف اور سعی کے بعد پہلو کے بل لیٹا میں نے یاددہانی کرائی تو وہ املاء کرانے لگے ایک باب کے بعد دوسرا شروع کرتے، یہاں تک کہ انھوں نے پوری کتاب الدیات کا زبانی املاء کرادیا'' (۳)۔

زہد: علم صرف مطالعہ کی وسعت، معلومات سمیٹنے اور کتب بینی سے عبارت نہیں بلکہ حقیقی علم انسان کو مخلوق سے کاٹ کر خالق سے جوڑتا ہے اور انسان واللہ تعالیٰ کے درمیان قائم رشتہ ''عبدیت ومعبودیت'' کی تاروں کو مضبوط وطاقتور بنا دیتا ہے۔ حضرت ثوری رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے عبادت، پرہیزگاری اور شب بیداری کا خاص ذوق عطا فرمایا تھا۔ وہ رات کے پہلے پہر کچھ آرام کرتے پھر اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں کمربستہ ہوجاتے، یہاں تک کہ فجر طلوع ہوجاتی۔ ابن مہدی رحمہ اللہ آپ کی شب کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں نے سفیان سے بڑھ کر نرم دل نہیں دیکھا، میں روز دیکھتا کہ وہ رات کے پہلے پہر سوتے پھر سہمے ہوئے، ڈرتے ہوئے اُٹھ کر کہتے۔ آگ (کے خوف) نے مجھے آرام وراحت اور خواہشات سے دور رکھا ہے پھر وضوء کے بعد کہتے۔ اے اللہ تو میری حاجت جانتا ہے (کہ) میں تجھ (تیرے عذاب سے) سے اپنی گردن آزاد کرانا چاہتا ہوں، خوف خدا نے میرے اندر بہت رقت پیدا کی ہے

اور یہ مجھ پر تیری کامل نعمتوں میں سے ہے۔ اے اللہ، اگر خلوت نشینی کے لیے کوئی (شرعی) عذر ہوتا تو میں پلک جھپکنے کے برابر (وقت) لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھتا پھر وہ نماز کی طرف متوجہ ہوجاتے (اتنے روتے کہ) ان کی آہ وبکاہ انہیں قرأت کرنے سے روکتی۔ زیادہ رونے کی وجہ سے، میں ان کی قرأت نہیں سن سکتا تھا'' (۴)۔

آپ پورے وقار، اطمینان اور یکسوئی سے طویل اور لمبی نمازیں پڑھتے، ایک مرتبہ علامہ علی بن فضیل نے ان کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، اس کے بعد انھوں نے سات چکر لگائے مگر آپ بدستور سجدہ میں تھے۔ عمل بالحدیث، سنت کی تابعداری، اسلامی تعلیمات کا ایسا جذبہ نصیب ہوا تھا کہ جو بھی حدیث پڑھتے اور سنتے فوراً اس پر عمل کرتے خود فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بھی حدیث نہیں پہنچی مگر یہ کہ میں نے اس پر عمل کیا، اگرچہ وہ ایک مرتبہ ہی ہو۔

ایک رات میں ۶۰ مرتبہ وضو کرنا: آپ کی شب بیداری، آہ سحر گاہی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابن مہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات بعض طبعی تقاضوں کی وجہ سے آپ نے ساٹھ مرتبہ وضو کیا۔

فکر آخرت: یوسف ابن اسباط سے روایت ہے کہ میں نے اور سفیان ثوریؒ نے عشا کی نماز پڑھی تو آپ نے مجھ سے کہا کہ مجھے لوٹا دیدیں، میں نے دیدیا تو انھوں نے دائیں ہاتھ سے لوٹا پکڑا اور بایاں ہاتھ اپنے سینے پر رکھا میں سوگیا، فجر طلوع ہوجانے کے بعد میں جاگ گیا تو میں نے دیکھا کہ لوٹا اسی طرح اس کے دائیں ہاتھ میں ہے میں نے ان سے کہا کہ طلوع فجر ہوگیا ہے تو حضرت ثوریؒ نے فرمایا جس وقت آپ نے لوٹا دیا تھا اس وقت سے تا حال میں آخرت کے بارے میں سوچ رہا تھا (۵)۔

قضا کی پیشکش: خلیفہ مہدی کے زمانے میں انہیں قاضی کوفہ بننے کی آفر ہوئی اور آخر تک مہدی کی کوشش رہی کہ کسی طرح انہیں کوفہ کے لیے قاضی بننے پر آمادہ کیا جائے مگر آپ تیار نہ ہوئے، اہل حق کی یہ شان رہی ہے کہ وہ ہمیشہ سرکاری مناصب سے دور رہے ہیں، البتہ جہاں کہیں شرعی مصلحت نظر آئی ہے تو یہ سمجھ کر تیار ہوئے ہیں:

کیا یہ شکر کم ہے میرے جسم ناتواں کے لیے
کہ تو نے چُنا مجھے اپنے امتحاں کے لیے

علامہ ابن خلکان اس کی تفصیل نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قعقاع بن حکیم کہتے ہیں کہ میں خلیفہ مہدی کے پاس تھا کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کو لایا گیا، جب وہ داخل ہوئے تو انھوں نے خلیفہ کو مخصوص طریقے سے کیے جانے والے سلام کے برعکس عام سلام کیا۔ ربیع (خلیفہ کا ساتھی) اپنی تلوار پر ٹیک لگائے اس کے سر پر کھڑا بادشاہ کے حکم کا انتظار کررہا تھا۔ خلیفہ مہدی نے خندہ پیشانی سے حضرت ثوریؒ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا، اے سفیان تو ہم سے

ادھر اُدھر بھاگتا رہتا ہے، تیرا خیال ہے کہ ہم اگر تجھے تکلیف دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے؟ سو آج ہم نے تجھ پر قدرت پالی، کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ ہم اپنی خواہشات کے بل بوتے پر تیرے بارے میں کوئی حکم دیں؟ سفیان ثوریؒ نے جواب دیا، اگر تو میرے بارے میں کوئی (بدخواہی کا) فیصلہ کرے گا تو حق و باطل کو الگ کرنے والا قادر و مالک تیرے بارے میں فیصلہ کرے گا۔ ربیع نے کہا اجازت ہو میں اس کی گردن اڑادوں، خلیفہ مہدی نے جواباً کہا، خاموش رہو۔ ہم انہیں قتل کر کے بدبخت نہیں بننا چاہتے۔ اس شرط کے ساتھ کوفہ کے قاضی کے منصب کے لیے اس کا نام لکھو کہ ان کے کسی فیصلہ کے خلاف کوئی تعارض نہیں کیا جائے گا، ان کا نام لکھنے کے بعد مکتوب ان کے حوالے کر دیا گیا، پرچی لے کر وہ باہر نکلے اور اسے دریائے دجلہ میں پھینک کر فرار ہو گئے۔ خلیفہ نے بہت تلاش کیا لیکن وہ نہیں ملے''(۶)۔

روپوشی: حضرت ثوری رحمہ اللہ بے باک اور نڈر شخصیت کے مالک تھے، شرعی مسئلہ وہ کھل کر بیان کرتے۔ ہمیشہ ان کا موقف دوٹوک ہوتا، کسی کی ملامت کرنے پرواہ نہ کرتے اور باطل کے علی الرغم حق کی آواز بلند کرتے، غالباً یہی وجہ تھی کہ خلیفہ مہدی اس کی مخالفت پر اُتر آئے اور ان کو گرفتار کرنے کا حکم جاری کیا۔ موصوف کچھ عرصہ مکہ میں گزارنے کے بعد بصرہ تشریف لے گئے، وہاں پر کھجور کے باغات پر پہرہ دینے اور چوکیداری کا کام شروع کیا تو آپ کے خواص اور دیگر رفقاء سے وہ چھپے چھپے ملاقات کیا کرتے مگر عام لوگوں کی نظر سے اوجھل رہتے۔

بصرہ ہی میں ایک مرتبہ رات سپاہی گشت کرتے ہوئے پھرتے پھراتے وہ اس باغ کی طرف آنکلے جہاں حضرت ثوری رحمہ اللہ چوکیداری کر رہے تھے، ان سپاہیوں نے آپ سے پوچھا تو کون ہے؟ حضرت ثوری رحمہ اللہ نے کہا، میں کوفہ کا باشندہ ہوں، انھوں نے سوال کیا کہ کوفہ کی کھجور میٹھی ہیں یا بصرہ کی کھجور؟ تو آپ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ بصرہ کی کھجور میں نے چکھی نہیں البتہ کوفہ میں سابر یہ کی کھجور اچھی ہیں؟ (ایک خوشگوار حیرت میں پڑ کر) انھوں نے کہا یہ آدمی کتنا جھوٹا ہے کہ یہاں تو، نیکوکار و گنہگار سبھی لوگ کھجور کھاتے ہیں اور تیرا خیال ہے کہ تو نے چکھا تک نہیں، اس عمل کے خلاف توقع اور اچھوتا واقعہ سمجھ کر عامل کے پاس آئے اور اس کو تفصیل بتلادی۔ اس نے کہا اگر تم سمجھے ہو تو یہ سفیان ثوریؒ ہیں، جاؤ ان کو گرفتار کرلو تا کہ بادشاہ مہدی کی نظر میں قریب ہو جائے چنانچہ وہ سپاہی دوبارہ اس باغ کی طرف آئے اور حضرت ثوریؒ کو بہت تلاش کیا مگر وہ نہیں ملے، یوں وہ ٹھکانہ بدل کر محفوظ رہے(۸)۔

معذرت خواہ ہوں: جب حضرت ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوفہ کی زمین تنگ ہوگئی اور ہر طرف بادشاہ اور سرکاری عمال نے اعلان کر دیا کہ جو سفیان ثوری کو گرفتار کرلائے یا اس جگہ کی نشان دہی کرے جہاں وہ رہ رہے ہیں تو

اسے اتنا انعام دیا جائے گا۔ خدا بیزار لوگوں کی تو گویا چاندی ہوگئی اور کوفہ کے قرب وجوار میں تلاشی کا عمل تیز تر ہوگیا کچھ لوگ آپ کو حفاظت سے رکھنا چاہتے تھے اور کچھ سیم وزر کی وجہ سے گرفتار، انہیں دنوں آپ نے مکہ مکرمہ کا رُخ کیا۔

مکہ مکرمہ میں رہ کر آپ پر کیا بیتی؟ اس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ ابوشہاب الحناط فرماتے ہیں کہ آپ مکہ مکرمہ میں تھے تو آپ کی بہن نے مجھے چمڑے کا ایک برتن دے بھیجا جس میں کیک اور کھانے کی دوسری چیزیں تھیں، مکہ پہنچ کر میں نے ان کے بارے میں دریافت کیا تو کہا گیا کہ وہ کبھی کعبہ شریفہ کے پیچھے باب الحفاظین کے ساتھ بیٹھتا تھا، میں وہاں آیا اور آپ کے ساتھ میری دوستی تھی۔ میں نے آپ کو چت لیٹے ہوئے پایا۔ میں نے سلام کیا تو انھوں نے احوال تک نہیں پوچھے اور نہ ہی کوئی شناختہ سلام کیا۔ میں نے اسے کہا تیری بہن نے مجھے کچھ توشہ دے کر بھیجا ہے، کہا جلدی کرو اور سیدھا بیٹھ گئے تو میں نے (ازراہ شکوہ) کہا اے ابوعبداللہ دیکھو میں تیرے پاس آیا اور تیرا دوست بھی ہوں، میں نے سلام کیا تو آپ نے شایان شان جواب نہیں دیا لیکن جب میں نے کہا کچھ کھانے کی چیزیں لایا ہوں جو کچھ بھی نہیں تو آپ بیٹھ گئے اور گفتگو شروع کی۔ آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا، ابوشہاب مجھے ملامت نہ کیجئے تین دن ہوگئے میں نے کچھ چکھا بھی نہیں، پس میں (ابوشہاب) نے انہیں معذور سمجھا (۹)۔

مشاہیر امت اور حضرت ثوریؒ: امت کے بڑے اور چوٹی کے علماء، فضلا نے انہیں زبردست خراج تحسین اور تعریفی کلمات کہے ہیں۔ فن حدیث کے مایہ ناز عالم دین علامہ ابن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ حلال وحرام کی تمیز پر سفیان سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔ حضرت شعبہ فرماتے ہیں: لوگوں پر تقویٰ اور علم کی بازی سفیان ثوری لے گئے۔ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ وہ فقہ، تقویٰ کے اعتبار سے سرداروں میں سے تھے۔ علامہ عباس دوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یحیٰی بن معین اپنے زمانے میں سفیان ثوری پر کسی کو فوقیت نہ دیتے تھے۔ ابن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے گیارہ صد شیوخ سے استفادہ کر کے لکھا ہے، ان میں سے میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی عالم سے نہیں لکھا۔

حافظ ابوبکر الخطیب فرماتے ہیں: وہ مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک اور دین کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں، اس کی امانت پر اجماع ہے، قتیبہ بن سعید فرماتے ہیں: اگر سفیان ثوری نہ ہوتے تو تقوی وورع مرجاتا۔

وفاتؒ: علم وعمل کا حسین امتزاج رکھنے والے حضرت ثوری رحمہ اللہ عمر کی ۶۴ بہاریں دیکھنے کے بعد ۱۶۱ھ کو اس دارفانی سے رحلت فرماگئے (۱۰)۔

وفات کے بعد علامہ ابن مہدیؒ نے خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟''فرمایا بس اتنی دیر تھی کہ قبر میں رکھا گیا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو گیا اس نے آسان حساب کے بعد مجھے جنت کا حکم فرمایا۔ میں جنت کے درختوں اور نہروں میں پھرتا ہوں، کوئی چاپ سنتا ہوں نہ ہی کوئی حرکت کہ اس دوران اچانک کوئی کہنے والا کہتا ہے سفیان امن سے رہو بے شک کسی دن تو نے اپنی خواہشات پر اللہ تعالیٰ کو ترجیح دی تھی، میں کہتا ہوں خدا کی قسم میں نے ایسا ہی کیا تھا، تو جنت کے تمام گل پاشی کرنے والے مجھے پکڑ لیتے ہیں''(۱۱)۔

تصنیف: دستیاب مراجع میں علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک تصنیف ''الجامع'' کا تذکرہ کیا ہے۔ علامہ ابن خلکانؒ اور علامہ ابن الجوزی اور دیگر مصنفین نے ان کی تصنیفات کے بارے میں کوئی تفصیلی ذکر نہیں کیا ہے۔

مراجع

(۱)الذهبی، محمد بن احمد، تذکرة الحافظ، ج۱/۱۵۳، بیروت (۲)الذهبی، محمد بن احمد، اعلام النبلاء، ج۷/۲۰۳ (۳)الذهبی، محمد بن احمد، اعلام النبلاء، ج۷/۱۸۷ (٤) ابن الجوزی، جمال الدین ابی الفرج، صفة الصفوه، ج۳/۱٤۹ (٥) المزی، حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف المزی، تهذیب الکمال، ج۷/۳٦۲، بیروت (٦) ابن خلکان، شمس الدین احمد بن محمد، وفیات الاعیان، ج۱/۳۷٦، دار النفائس ریاض (۸)ابونعیم الاصبهانی، احمد بن عبدالله، حلیة الأولیاء، ج۷/۱۳ (۹) ابن سعد، محمد بن سعد الهاشمی البصری، طبقات الکبری، ج٦/۳٥۱، بیروت (۱۰) وفیات الاعیان، ج۱/۳۷٦ (۱۱) صفة الصفوة، ج۳/۱٥۱

اسلامی سال نو ۱۴۲۶ ہجری قمری تمام عالم اسلام کو مبارک ہو

ماہنامہ ''وفاق المدارس'' دینی مدارس کا ترجمان رسالہ ہے۔ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ سے پہلے وہ سہ ماہی ہوا کرتا تھا جب کہ گزشتہ محرم الحرام سے ماہنامہ بنا دیا گیا۔ الحمد للہ ماہنامہ کا بڑی خوش اسلوبی سے سال تمام ہوا۔ رسالہ کے ایک سال مکمل ہونے اور نئے اسلامی سال ۱۴۲۶ھ کے آغاز پر کارکنان ماہنامہ، تمام عالم اسلام کو اور بالخصوص اہل مدارس وطلبۂ کرام کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس نئے سال کو مسلمانوں، مدارس، مساجد، خانقاہوں اور دینی مراکز کی حفاظت وترقی کا سال بنا دے۔ آمین یارب العالمین۔